



تغذیوہ دار مولوی جنکی

دار ہیا گز گز بھر لہجی اور

جن کے اعمال نامے

ذو وحشر کی طرح سیاہ ہیں

مشرم سے چٹو بھر پانی

میں ڈوب مریں کر اپنے

لیے وہ علمائے کرام کے

بڑے بڑے القابوں کے

اختیار کرتے ہوئے اس قدر

آشد شدید جاہل ہیں

ہیں کہ آٹھ کروڑ امت

کی مسجدیں انہوں نے پیچھے

سوسال سے غلط بنوائیں



چودھویں صدی کے
ملا امت کے اندر اپنے
سب برے اعمال کو دواں
کرنے میں چودھویں
رات کے چاند کی طرح اوج
کمال پر ہیں۔



ماخوذ از ملا کی مذہب
سے بے خبری

۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو محرم ملک محمد الدین ایڈیٹر رسالہ ”صوفی“
 پنڈی بہاؤ الدین پنجاب سے حسب ذیل خط علامہ مشرقی کو موصول ہوا۔
 خط کے اندر ایک جوابی لفافہ تھا۔ علامہ مصروف نے حاشیہ پر لکھ دیا کہ
 جواب لکھ دو میں تائب کرتا ہوں۔ مفصل جواب ”الاصلاح“ میں درج
 چنانچہ محرم ملک کو جواب لکھ دیا گیا خط حسب ذیل ہے۔ آج محرم
 علامہ نے مفصل جواب دیا ہے۔ دونوں کو شائع کیا جاتا ہے۔
 ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۷ء مدیر ”الاصلاح“

محرم ملک کا خط

صوفی منزل۔ پنڈی بہاؤ الدین پنجاب

۲۵ ستمبر ۱۹۲۷ء

مخدوم و محترم۔ السلام علیکم۔ میں کچھ عرصہ سے آپ کی تخریب کو
 دل چسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اب میں اس میں شامل ہو گیا ہوں۔ آج
 ایک خاص ضرورت سے یہ عریفہ لکھا جا رہا ہے۔ پنجاب میں مساجد
 کی تعمیر کے وقت قبلہ ٹھیک مغرب کی جانب قائم کر کے سمت کعبہ درست
 کی جاتی ہے۔ یہ خیال ہے کہ جب مسلمان مبلغ اور حملہ آور سب سے پہلے
 سورت کے قریب بندر گاہ پر انز سے اور بُت کدہ ہند میں سب
 سے اول مسجد تعمیر ہوئی تو وہاں سے مکہ معظمہ یہ سمت مغرب بالکل
 ٹھیک ہے، وہاں ضرور سمت کعبہ مغرب کی طرف درست ہے لیکن
 شمالی ہندوستان میں مسجدوں کا رخ ٹھیک مغرب کی طرف رکھا جاتا
 ہے اور نقشہ دیکھنے سے یہ سمت کعبہ درست نہیں اور نماز میں رُخ
 کعبہ کی طرف ہونے کی بجائے مغرب کی طرف ہو جاتا ہے اس کے متعلق
 کیا ہونا چاہیے؟ یہ خیال درست ہے یا غلط؟ اُسند مساجد کی تعمیر کے متعلق کیا ہونا
 چاہیئے اور اگر پہلی تعمیر شدہ مساجد میں باوجود اس علم کے کہ وہ سمت کعبہ کی
 رُخ پر نہیں نماز پڑھی جائے تو وہ کس کی ہے۔ نیازمید محمد الٰہین

علامہ مشرقی کا جواب

مکرم و محترم ملک صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا ۲۵ ستمبر کا خط میرے
 حسابات پر سبھی کی طرح گرا اور اُس نے میرے بچپس برس پہلے کے طالب علمی کے
 تخیلیں کو قطعاً بیدار کر دیا۔ اُس زمانے میں میں قرآن عظیم کی عظیم الشان حکمت کو
 یورپ کے حیرت انگیز تمدن سے چڑ کر ابھی سمجھنے لگا ہی تھا اور مسلمان کی ہر
 داماندگی اور بد حالی کو طفلانہ اضطراب سے ہاتھ پھیر کر دُور کرنا چاہتا تھا۔ مجھے
 اُس زمانے میں منجملہ اُمور کے کھٹکتا تھا کہ موجودہ مسلمان کی عرب کے ادب
 کی طرح کوئی کل سیدھی نہیں رہی، عورتوں کی طرح سینے پر ہاتھ مار کر بیٹا کرتا تھا

کہ ہیں! اُس خدا کو ماننے والی قوم کو جس کے بتائے ہوئے سورج میں دس لاکھ برس سے ایک اینچ، ایک پل، ایک رتی، ایک ماشہ، ایک ذرہ کا فرق نہیں آیا۔ کیا موت آگئی کہ اس کا تمام چرخہ آج ڈھیلا پڑا ہے، اس کی کوئی پچول کسی باقی نہیں رہی، سب درزیں واشگاف ہیں۔ ادھر ہندوستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں مسلمان کے مٹے ہوئے نشانوں کو غصہ اور رنج سے دیکھنا تھا کہ یا الہی! یہ کیا ماجرا ہے؟ یہ آج کل کے قزوۃ نما قلندر اور بوزنہ دشمن قل آعودے کیا فی الحقیقت نیسے انہی "پرستاروں" کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے آندلس میں قہر المحرار اور ہندوستان میں روضۃ ممتاز محل کی بنیادیں رکھی تھیں!

ہندوستان کا چھیتھڑوں اور سچکپوں میں پلا ہوا مسلمان آج مغرب کی زندہ اقوام کی ہر خوبی، ہر صحت اور ہر چستی کے سامنے مات ہو جاتا ہے اور اگر آنکھیں اندھی نہ ہوں تو آج ان اقوام کی آسمان پر بے خطر اڑنت، اُن کا زمین پر سبب انگیز تمکّن اور سمندر پر جابرانہ تسلط مسلمان کو خدا اور خدا کا قانون یاد دلانے کے لیے کافی ہیں لیکن اسی مسلمان کے باپ دادا کا اس روئے زمین پر ایک ہزار برس تک قرآن کو ہاتھ میں لے کر اپنی کبریائی کا ڈنک بجانا اور یورپ کا اُس

کے زور کے سامنے قرون اور صدیوں تک مات رہنا میرے نزدیک طالب علمی کے زمانے سے ہی اس امر کی قطعی دلیل رہا ہے کہ دنیا کی تمام موجودہ ترقی قرآن اور صرف قرآن کو سمجھ کر ہوئی ہے، یورپ اگر اس وقت قرآن کو سمجھے ہوئے مسلمان کا ناگر نہ بنتا تو آج اس قدر سر بلند ہرگز نہ ہوتا۔

مسلمان کا معاشری انحطاط

لیکن ہاں! قرآن سے ہٹے ہوئے مسلمان کا آج حال کیا ہے؟ اس کی ورثہ میں آئی ہوئی کوئی خوبی آج خوبی نہیں رہی۔ آج مسلمان کے ہر قمری مہینے کا حساب غلط ہے، عید اور رمضان کا حساب غلط ہے۔ نماز کے اوقات جس کے متعلق

کتبا موقوفہ لکھا تھا۔ غلط ہیں۔ لباس کی پاکیزگی کا سیار غلط ہے۔ اس کی بنائی ہوئی عمارتیں بد صورت اور بے ڈھنگی ہیں، اس کی سب کتابیں حتیٰ کہ قرآن غلط چھپتے ہیں اس کے روزمرہ کے اوقات کی تقسیم غلط ہے۔ اس کے اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، سونے اور کام کرنے کے احوال غلط ہیں۔ اس کے گھر کی صفائی کا تخیل غلط ہے، اس کی انشاء غلط ہے، اس کی املا غلط ہے، اس کی زبان غلط ہے اس کے بدن کی حرکتیں غلط ہیں، آداب اور اشتعال غلط ہیں، اس کا ادبی اور علمی مذاق غلط ہے، اس کے معاملات غلط ہیں، معمولات غلط ہیں، عبادات غلط ہیں، کردار و افعال غلط ہیں۔ مسلمان کی شکل و شمابہت اور معاشری وضع قطع کو دیکھ کر آج مسلمان پہچانا نہیں جاتا کہ یہ قرآن کا پیدا کیا ہو؟ من ہے پھر اگر آج مسلمان کے قبیلے کا حساب غلط ہو تو کیا تعجب ہے۔

قرآن کو چھوڑ کر حدیث کی گرم بازاری

ادھر مسلمان کے تمدن کی کل اس طرح بگڑی ہے اور ادھر مولوی اور ملا کے بنائے ہوئے دین کی اپنے زعم میں ”صحت“ اس قدر پیچیدہ اور وضاحت اس قدر مکمل ہے کہ الامان۔ عورتوں کے حیض نفاس کے مسئلے اس باریک بینی اور لطف سے سرعام دھرائے جاتے ہیں کہ پورا میڈیکل کالج کا کچر معلوم ہونا ہے۔ استنجا کے ایسے مکمل طریقے، ڈھیلوں کو آ رہا کرنے کے لطیف ڈھنگ، پینشیا کے آخری قطروں کو پھوڑنے کے کزنز، غسل کے استناب، آداب، برتن اور کنوئیں پاک کرنے کے بشمارا سائب، مردوں کی شہزوں کے مناسب کا ”بیج“ حساب، لطف، مٹی کی نمیں عورتوں کے آپس میں رنار کرنے کے حیا سنو ز طریقوں کی پوری توضیحیں اور پھر نرمی سے ان کی ممانعت، نہیں بیوی کو شریعت کی طرف سے ہدایت کہ اگر خاوند کو شہوت نفسانی اونٹ کی پیٹھ پر نمایاں ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ پورا کرے اگر نہ مسلمانوں کا یہ چھتیس ہزار شہروں کو بارہ برس میں سر کرنے والا دین ملائے

محرم کی مہربانی سے آج ایک خاصہ جھلا کوک شاستر معلوم ہوتا ہے۔ ان تمام مسئلوں سے جو مسجد کے ملائی دین کی جان ہیں ایک اجنبی شخص کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان کی آج کل کی تہذیب کوئی بہت بڑی صحیح، بہت بڑی علمی اور عظیم الشان تہذیب ہوگی جس میں اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی عظیم الشان دفتر لکھے رکھے ہیں۔ قرآن کریم کے دستور العمل سے مسلمانوں کا سروکار اکثر معلوم نہیں ہوتا۔ معصوم اور انجان نوجوانوں کو ملا یہ جیسا سوز مسکے شوق سے پڑھا پڑھا کر ادھر اپنے پلید نفس کو موٹا کر رہا ہے اور ادھر یہ حالت ہے کہ قوم کی معاشری زندگی کا ایک ایک شعبہ حرج غلط کی طرح مٹائے جانے کے قابل ہے۔

فقہی بایکیموں پر غلط عمل کا انجام

دُور کیوں جاؤ کسی اوسط شرعی مسلمان کو کسی اوسط ہندو جاپانی یا انگریز کانفر کے سامنے کھڑا کر دو مسلمان آج دُور سے اپنی ہر بات میں پریشان حالی کے باعث فوراً پہچانا جائے گا۔ اس کی ٹوپی میلی اور کپڑے چمکٹ ہوں گے، اُس کی کلام بے تکی اور پریشان ہوگی، اُس کے گھر میں اللہ ہی اللہ ہوگا۔ اس کی بدنی صفاتی قابلِ نفرت ہوگی۔ یومِ اَبِیضَت و یومِ واسوِت و جھوٹ کا سماں صاف بندھا ہوگا، اس کی کہی ہوئی بات جھوٹ اور مبالغہ آمیز ہوگی، اس کی ساکھ کچھ نہ ہوگی، وہ اپنے شرعی غسل کے باوجود ناپاک ہوگا، اس کی داڑھی سے پانچوں وقت وضو کے باوجود بُرائی ہوگی۔ اُس کے دانت روزانہ مسواک کے ہوتے ہوئے متعفن ہوں گے، اُس کے گھر کے اندر کوڑے کے ڈھیر ہوں گے۔ اُس کے کھانے پر مکھیاں بیٹھتی ہوں گی، اُس کے بچے گندی گالیاں نکالتے ہوں گے، اُن کے منہ میں غلیظ اور خلافِ تہذیب باتیں ہوں گی وغیرہ وغیرہ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود مسلمان کے معاشری تخیل کی ہوا اس قدر بگڑ چکی ہے کہ وہ ان فقہی مسائل کی ایک سطحی اور کورانہ تقلید

کے باعث اپنے آپ کو بے گمان پاکیزہ اور جنت کے گدوں پر بیٹھنے کا حقدار سمجھتا ہے اور ہندو اور انگریز کو بے شک جہنم کا ایندھن!

ملا کی بے حیائی اور گتہ دہی

کیا یہ تمام منظر اس امر کی دلیل نہیں کہ دین اسلام کے یہ عمدہ اور مفید فقہی مسئلے بھی قرآن اور حدیث کی عظیم الشان تعلیم کی طرح بے اثر ہو چکے ہیں۔ آج صنفائی کے مسئلوں سے صفائی پیدا نہیں ہوتی، حیلہ کے مسئلوں سے حیا اور پاک دامنی کے مسئلوں سے پاک دامنی پیدا نہیں ہوتی، مدرسہ دیوبند کے ایک بلاطوار رسالہ میں میں نے ابھی کچھ مدت ہوئی ایک بڑے مولوی کے دستخط سے ایک لمبا چوڑا مقالہ عین سرورق پر لکھا دیکھا جس کا موضوع ”شرعی طوطا پر“ معاذ اللہ یہ ثابت کرنا تھا کہ سرور کائنات علیہ النجیۃ والسلام کی قوتِ مردی نو ہزار انسانوں کی قوتِ بلہ کے برابر تھی! اُس پاک اور بے عیب رسول کے متعلق اس دریدہ دہی سے اس نابکار اور روسیہ ملانے اپنے ناپاک نفس کا چراغاں رچایا تھا کہ میں شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا! مجھے اختیار نہوتا تو عین دیوبند کی گدائی پر اس ناپاک ملا کو اس کے طالعوں کے سامنے تلوار سے قتل کر دیتا اور اسی مدرسے کے محن میں اس کا سر مہینوں لٹکائے رکھتا تاکہ عبرت حاصل ہو۔

مسلمان کا علمی نوال

یہ سب مسلمان کو اُس کی اس نمانے کی بد حالی دکھانے کی تمہید تھی۔ کیا ایسی خسرت اور پریشانی حالت میں آپ یہ اُمید کر سکتے ہیں کہ مسجدوں کے قبلے درست رہے ہوں گے۔ کیا ایسی غیر علمی اور غیر سائنٹیفک، بے حسابی اور لا اُبالی بے خبر اور آرام پسند، بے تکی اور ٹیلیفون اور گھڑی کو شیطانی آئے سمجھنے والی اُمت کے بے قیمت ملاؤں سے آپ یہ اُمید کرتے ہیں کہ وہ لاہور سے کم از کم دو

ہزار میل دور مکہ معظمہ کے اندر ایک چھوٹی سی عمارت کا رخ سائنس کے بڑے بڑے آلات کو لگا کر معلوم کرتے ہوں گے، آج مسلمان اور مسلمان کے ہادیین ملا کی بلا جانے کہ ”مکہ“ کا رخ دریافت کرنا کسے کہتے ہیں، اس بے چارے کو اتنا معلوم نہیں رہا کہ جغرافیہ کس پیل کا نام ہے، علم نجوم کسے کہتے ہیں، دور بین کیا ہوتی ہے، خط سرطان کس مرض کو کہتے ہیں وہ صرف اپنی رات کی باسی روٹیاں گن کر بیچنا جانتا ہے اور اس میں بھی اگر روٹیاں زیادہ ہوں اور آنے پورے نہ بنیں گھنٹوں تک غلطی کرتا رہتا ہے۔ آج کے مسلمان کو کیا پتہ کہ مغرب اور شمال کی دو طرفوں کے درمیان خود مسلمان ہی نے ۹۰ درجے قائم کئے تھے، ہر درجے کو ساٹھ دقیقہ منٹ اور دقیقہ کو ساٹھ ثانیوں (سیکنڈ) میں تقسیم کیا گیا مگر با مغرب اور شمال کی دو سمتوں میں تین لاکھ چوبیس ہزار مختلف طرفیں مسلمان نے خود اسی قرآن کی تعلیم کو صحیح سمجھ کر قائم کی تھیں تاکہ وہ اس ناپید اکٹار کائنات کی صحیح پیمائش اور علمی مساحت کر سکے! مسلمان کو کیا خبر کہ اسی مغرب اور شمال کی سمتوں کے درمیان صرف ایک درجہ (یعنی $\frac{1}{4}$ حصہ یا نوے واں حصہ) بچھ جانے سے دو ہزار تین سو میل کی دوری پر پورے چالیس میل کا فرق پڑ جاتا ہے گویا اگر ایک نمازی اپنی مسجد میں صرف $\frac{1}{4}$ حصہ صحیح قبلہ سے ادھر ادھر ہو جائے، تو اس کا رخ مکہ سے پورے چالیس میل دور ہو گیا! اکبر خوب کہہ گیا تھا۔
تصویرِ یاس ہیں ہم! پوچھو نہ حالِ دنیا پہلے خبر تھی سب کی، اب سب بے خبر ہیں

مکہ معظمہ سے سورت جہل عرب پہلی صدی میں سب سے پہلے اترے تھے ٹھیک مشرق کی طرف تھا جیسا کہ نقشہ کے موٹے خط الف (۱) سے ظاہر ہے۔ یہ قرآن حکیم کی تعلیم کا معجزہ تھا کہ عرب جیسی جاہل اور احمق قوم چند برسوں کے اندر اندر دو ہزار میل دور مقام کی صحیح سمت دریافت کر سکی حالانکہ اس وقت علم جغرافیہ کا نام و نشان موجود نہ تھا اور نہ سطح زمین پر طول بلد اور عرض بلد کے خطوط کو کوئی متفقہ جانتا تھا۔ آج تیرہ سو برس پہلے کی علمی ترقی کے بعد انگریزی

نقشوں پر بھی مکہ معظمہ کا ”مورت“ کے عین مغرب کی طرف ہوتا اہل عرب کے
حیرت انگیز طور پر صحت پسند قوم ہونے کی روشن دلیل ہے !

ملاؤں کے قبلے

آپ کے خط کے بعد میں نے ایک خاص شخص کو لاہور کے ملاؤں اور معماروں
کے پاس بھیجا کہ وہ مسجد بناتے وقت قبلہ کا رخ کیونکر مقرر کرتے ہیں۔ ایک بڑی
عمر کے جاہل نے کہا۔ ”واہ جی، یہ تو بہت آسان ہے۔ قطب تارے کی طرف ہاتھ
پھیلا کر اور کندھے کی طرف دیکھ کر کھڑے ہو گئے تو ناک کی سیدھ میں قبلہ ہے۔“
خیر میں سمجھ گیا کہ ملا کی نجوم دانی کس قدر بے خطا ہے اور اس کا مطلب یہی ہے
جو آپ کہتے ہیں کہ شمالی ہندوستان کی مسجدوں کا ”قبلہ“ مغرب ہی کی طرف ہے۔

ہندوستان کے سب نئے قبلے غلط ہیں !

نقشہ کے موٹے خط (ب) سے معلوم ہو گا کہ لاہور کی مسجدوں کا رخ بھیج
رُخ سے قریباً ۲۵ درجے جنوب کی طرف ہوتا ہے۔ ایک درجہ کا فرق دو ہزار تین
سومیل پر میں نے ابھی چالیس میل بتایا ہے تو اس حساب سے پچیس درجوں کا
فرق ۴۰ x ۲۵ یعنی ایک ہزار میل ٹھیرا۔ لاہور کے عین مغرب کی طرف جیسا کہ موٹے
خط ج سے ظاہر ہے بیت المقدس ہے جو مکہ معظمہ سے قریباً ایک ہزار میل دُوری
پر ہے۔ گویا یہ ثابت ہو گیا کہ لاہور کی تمام نئی مسجدیں اگر اسی حساب سے بنی ہیں۔
جو اوپر ذکر ہوا تو اس کے نمازی یہودیوں کے قبلہ یعنی ٹھیک بیت المقدس کی
طرف اپنا رخ کر کے نمازیں ادا کر رہے ہیں۔ مکہ معظمہ کی طرف ہرگز نہیں جو اس سے
ایک ہزار میل دُور جنوب کی طرف ہے۔ اسی نقشہ سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہندوستان
میں ماسوا مورت، ناک پور، کٹک وغیرہ کے جو اسی عزم بلد پر ہیں جس پر کہ مکہ ہے
ہندوستان کی تمام نئی مسجدوں کا قبلہ قطعاً غلط ہے، ایک مسجد ایسی نہیں جس

کے نمازیوں نے رُج تک ایک نماز قبلہ رو ہو کر پڑھی ہو، لاہور اور امرت سروالوں کا قبلہ بیت المقدس ہے، راولپنڈی والوں کا بغداد اور دمشق، پشاور والوں کا بیروت، دلی والوں کا بوشہر، ملتان کا کوفہ، کراچی والوں کا مدینہ اور مدراس والوں کا عدن، بمبئی والوں کا بندرگاہ سواکن وغیرہ وغیرہ۔

بے قبلہ نمازیں سب اکارت ہیں

کیا اس حیرت انگیز انکشاف کے بعد جس کے محرک آپ ہیں یہ کہنا کچھ بے جا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی کچھلی کچی قرفوں کی نمازیں اور نقصوں کے علاوہ یقیناً اسی لیے قبول نہیں ہوئیں کہ وہ دین اسلام کے مقرر شدہ قبلہ کی طرف نہ تھیں۔

خدا اس کم نگاہ اور اندھی اُمت سے بھانا لازم ہے کیونکہ وہ اپنے قبلہ کو نہیں پہچان سکتی، پوری آٹھ کوڑا اُمت کا خدا کے قہر و غضب میں آنا یقیناً اسی باعث سے ہے کہ وہ قوم یتیم اور بے علم ہو کر اپنے قبلہ کو فراموش کر چکی ہے، اس کا اندھا پن غضب اور ستم کا اندھا پن ہے، اس کی نمازیں تمام اکارت ہیں، اس کا مرکز کجہ چکا ہے، اس کا شیرازہ اس رسمی اور بے روح نماز میں بھی منتشر ہے، دہلی اور الہ آباد کے بڑے بڑے پگڑ باندھے ہوئے اور ہندو کا نگریں کے ادنیٰ تنخواہ دار مولوی جن کی داڑھیاں گز گز بھر بی ادب جن کے اعمالنامے روزِ حشر کی طرح سیاہ ہیں۔ شرم سے چہرہ بھریانی میں ڈوب مرین کہ اپنے لیے وہ علما و کرام کے بڑے بڑے مقدس القابوں کے اختیار کرتے ہوئے اس قدر اشد تشدید جاہل ہیں کہ آٹھ کوڑا اُمت کی مسجدیں انہوں نے پچھلے سو سال سے صاف غلط بنوائیں تمام اُمت کی ارب در ارب نمازیں خدا کے حضور میں اپنی جہالت اور تکبر سے اکارت کرادیں، اُمت کے اعمال کو اس دردناک طور پر ضائع کیا کہ اس کی تلافی روزِ حشر تک ممکن نہیں۔ میرا یقین ہے کہ اگر سلطان سنجریا غازی مصطفیٰ کمال کی تلوار ہندوستان میں ہوتی تو اس عظیم الشان جرم کے بدلے میں ہندوستان کے تمام

ملاؤں کو جو اس کے ذمہ داریں یکسر تہ تیغ کر دیتی اور ان کا قصہ یک دم پاک ہو جانا ہے!

شطر المسجد الحرام کے الفاظ کی حکمت

اگر یہی ”خوٹو اور جو حکم شطر المسجد الحرام کا علم آج کسی مغربی قوم پر

نازل ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ یورپ کے ہر حصے میں کروڑوں نہایت باریک بین رمی آلات اس مطلب کے لیے شہر بہ شہر نصب ہو جاتے کہ خدائے عزوجل کے آسمانی حکم کی نگرانی سے ”شطر المسجد الحرام“ صحیح طور پر دریافت کریں، وہ قوم ایسے ذہینہ رس اور نازک آلات ایجاد کرتی کہ شمال اور مغرب کے درمیان زمین لاکھ چوبیس ہزار سمتوں میں ایک گواہ فرق بھی نہ آنے پاتا، ان کے قبلہ کی سمت عین اس کعبہ کے سیاہ غلاف کے نصف پر اگر پڑتی جو چند فٹ لمبا اور چند فٹ چوڑا ہے، خدا کے فرشتے اس قوم پر تحسین و آفرین کے نعرے لگاتے اور سات آسمانوں سے آوازیں آئیں کہ شامائش! تمہی خلافتِ ارضی کے صحیح مستحق ہو کیونکہ تم نے سطح زمین کے کونے کونے کو انچوں تک ناپ ڈالا، تم میں اس پچیس ہزار میل محیط کے کُترے کی گہرائی کی پوری صلاحیت ہے، اس کُترے کو سب سے پہلے ہمارے ہی مقرر کردہ خلیفہ مارون الرشیدؒ نے صحیح ناپا تھا اور اب تم خلیفۃ اللہ فی الارض ہو جاؤ یا یہ تمام زمین تمہاری ہے، اس کو کوئی بد بخت اور بلاطوار قوم تم سے چھین نہیں سکتی۔

غلط قبولوں کو درست کرو

میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے سب نمازی مسلمان اگر کہیں نمازوں کو بارگاہِ خداوندی میں پھر قبول کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے غلط قبولوں کو اس صحیح نقشے سے درست کریں جو میں نے ”الاصلاح“ میں دیا ہے (یا اس سے بہتر نقشے سے) درست کریں، غلط قبولوں والی مسجدیں پر آلاتِ رصد کے ذریعے

سے صحیح قبیلوں کے نشان از سرِ نرِ فوائیں۔ حتیٰ الوسع پرانی مسجدوں میں (جن کے قبیلے یقیناً دُرست ہوں گے) اپنی نمازیں علی الخصوص جمعہ کی نمازیں ادا کریں، آئندہ کسی مولوی کے کسی شرعی مسئلے پر اندھا دھند اعتبار نہ کریں، قرآن اور حدیث خود دیکھیں اور خود غور کریں اور اسلام کے کسی مولوی کو جو مسلمان کی تباہ کاری کا سب سے بڑا مجرم ہے اپنی دینی رہنمائی سے یکسر غارج کر دیں۔

شہابی مسجد میں تمام لاہوری نماز ادا کریں

لاہور کے مسلمانوں کو میں کہوں گا کہ وہ اپنی تمام نمازیں نئی مسجدوں کو یکسر چھوڑ کر شہابی مسجد، سنہری مسجد اور مسجد وزیر خاں میں ادا کریں۔ محترم ملک محمد لائق کے حق میں تمام مسلمانوں ہندوستان دعا کریں کہ انہوں نے دین اسلام کے ایک اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ دلائی اور ایک عظیم الشان غلطی کو دُرست کیا۔

محترم ملک! آپ کا خاکسار تحریک میں شامل ہونا اور اس امر کا اس عمر میں اس بے خوفی سے اعلان کرنا اسلام پر احسان اور ہم سب کے لیے باعثِ فخر ہے۔ آپ کے لیے ادارہ علیہ عنقریب سالاری کا اعلان کرے گا۔ آپ اپنی سپاہیانہ وردی جلد از جلد ہوا کر میدانِ عمل میں کوہیں اور اپنے تمام علاقہ کو خاکسار کرنے کی اطلاع ادارہ علیہ میں دیتے رہیں۔ والسلام

۱۲ اکتوبر ۱۹۳۷ء

مخلص

عنایت اللہ خان المشرقی